OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
jirs.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:6, Issue: 1, Jan – June 2021
DOI: 10.36476/JIRS.6:1.06.2021.11, PP: 87 - 101

"قلب السیر" میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت تک مذکور واقعات کا علمی جائزہ

Scholarly Review of the Events in "Qalb al Siyar" till the Gracious Nativity of the Holy Prophet (SAW)

Sami ur Rehman
Ph.D Scholar, Department of Seerat Studies,
University of Peshawar, KP, Pakistan
Dr. Hafiz Abdul Ghafoor
Professor, University of Peshawar, KP, Pakistan

Version of Record Online/Print: 25-06-2021
Accepted: 31-05-2021
Received: 31-01-2021

Abstract

So many books have been written on Sīrah since the 1st A.H. Different Sīrah writers have attempted to write books to pay tribute to the Holy Prophet (saw). Among these Sīrah writers, one is Gohar Khan Khattak, a prominent Pashto and Persian prose writer. Gohar Khan Khattak has written an enormous book in Pashto language on Sīrah, comprises about eight hundred pages. The theme of this book is the Sīrah of the Prophet (SAW), his lifestyle, and Ghazawāt. Gohar Khan Khattak has collected all kinds of narrations regarding the Sīrah. This study is an attempt to compare these narrations with authentic books of Sīrah, so that the narrations, till the birth of the Holy Prophet (SAW), mentioned in "Qalb al Siyar" may be analyzed practically. The study concludes that Khattak has no authentic source of Sīrah that is why many Ḍa'īf narrations are part of his book. Moreover, he has entered his opinions in sirah, which are not mentioned in authentic books of Sīrah and history.

Keywords: *sīrah, Muhammad, Gohar Khan Khattak, Pashto, Qalb al Siyar*

CC BY

تمہید

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ اور آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ یہ ایک تاریخ ساز حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر متعدد زبانوں میں ہزاروں کتب و رسائل لکھے جاچکے ہیں جس کی ابتداء پہلی صدی ہجری میں ہوئی تھی۔ تاریخ میں حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے علاوہ کوئی ایسی ہستی دکھائی نہیں دیتی جس کی ولادت سے وفات تک کے تمام احوال کو ایسے تصنیفی اور تحقیقی انداز میں محفوظ کیا گیا ہو جس طرح سیرت نگاروں نے مختلف زبانوں میں مختلف عناوین واسالیب کے ساتھ ہزاروں کتب تصنیف کرکے آنحضرت ﷺ کو خراج عقیدت پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

اللہ کا کرم ہے کہ آج سے تقریباً تین سو سال پہلے خٹک قبیلہ کے ایک معزز اور نامور صاحب علم وفضل گوہر خان خٹک (۱۰۷۰ھ/۱۶۰۹ء) نے پشتو زبان میں سیرت رسول ﷺ پر اولین ضخیم کتاب مرتب کی جو "قلب السّیر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا موضوع رسول اکرم ﷺ کی سیرت، احوال اور غزوات ہیں۔ یہ کتاب تیس (۳۰) ابواب پر مشتمل ہے جس میں تقریباً چار سو (۴۰۰) اوراق اور آٹھ سو (۸۰۰) صفحات ہیں۔ راقم نے اس پیپر میں دوسری مستند کتب سیرت وتاریخ کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت تک کی حکایات وواقعات کا علمی جائزہ لینے کی کوشش کی ہے تاکہ قلب السیر کے قارئین کو مطالعہ کرتے وقت کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

پشتو زبان میں سیرت پر پہلی کتاب "قلب السیر" آج سے تقریباً ۳۰۰ سال پہلے لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ایک مخطوط کی صورت میں پشتو اکیڈمی، جامعہ پشاور اور پشاور میوزیم میں موجود ہے۔ قلب السیر میں جگہ جگہ پشتو، فارسی اور عربی اشعار موجود ہیں چنانچہ ایک محقق محمد زبیر حسرت نے ان اشعار کی تحقیق وترتیب پر کام کیا جو کہ ایک کتاب کی صورت میں "قلب السیر کی شاعری" کے نام سے جون ۲۰۰۲ء میں مرکہ پبلیکیشنز، میر افضل خان بازار مردان سے ۱۱۲ صفحات میں شائع کی جاچکی ہے۔ اسی طرح اس کتاب پر ڈاکٹر دوست محمد ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی اور سبین الطاف پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی "قلب السیر کا تحقیقی جائزہ" کے نام سے دسمبر ۲۰۱۵ء میں الایضاح میں ایک پیپر شائع کرچکے ہیں۔ مزید برآں چند سال پہلے پشاور یونیورسٹی کے شبہ مطالعات سیرت نے قلب السیر کو افادہ عام کے لیے منظر عام پر لانے کے لیے شعبہ ہذا کے چار پی ایچ ڈی ریسرچ سکالرز کو یہ کام سونپا کہ وہ اس مخطوط کی تبییض اور اردو ترجمہ کرکے اس کتاب کو تحقیقی مراحل سے گزاریں، لہٰذا چاروں محققین نے اپنی سعی وجہد کے مطابق اس پر کام کرکے تحقیق کے کام کو انجام تک پہنچایا۔ راقم الحروف بھی ان میں سے ایک تھا جس نے اس کار خیر میں حصہ لے کر ۱۹ اپریل ۲۰۱۸ء کو کامیابی کے ساتھ اپنے تحقیقی مقالے کا دفاع کیا۔ اس کتاب پر اب تک جو تحقیقی کام ہوچکا ہے اس حوالے سے یہ تحقیقی پیپر منفرد اور اہم ہے۔

قلب السیر کا تعارف

پشتو زبان کی اولین جامع کتاب "قلب السّیر" ہے جو کہ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کے مصنف کا نام گوہر خان خٹک ہے جو کہ پشتو کے مشہور نامور، ادیب اور شاعر خوشحال خٹک کے فرزند تھے۔ اس کے متعلق بی بی مریم لکھتی ہیں کہ "قلب السیر پشاور کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ یہ کتاب تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کا تعلق سیرت رسول ﷺ سے ہے جو کہ فارسی سے پشتو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے صفحے پر لکھائی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

کتاب افضل خان خٹک کی خواہش پر ترجمہ کی گئی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"قلب السیر پشتو ترجمہ از فارسی تعلم گوہر خان بن خوشحال خان خٹک در سنہ ۱۱۲۰ھ بخواہش افضل خان خٹک ترجمہ کردہ و بعضی از موارد اشعار پشتوی خود را درج کردہ۔"[1]

قلب السیر کس فارسی سیرت کی کتاب کا ترجمہ ہے یہ فی الحال معلوم نہیں ہو سکا۔ تاہم کتاب کے متن میں جگہ جگہ پر محمد بن اسحٰقؒ کا نام آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے اصل مصنف کا نام محمد بن اسحٰق ہے اور کتاب کا نام "السیر و المغازی" ہے۔[2]

قلب السیر کے متعلق بی بی مریم مزید لکھتی ہیں:

"محمد بن اسحٰقؒ کی سیرت کا ترجمہ شیخ سعدیؒ کے زمانے میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم پر فارسی میں ہوا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ گوہر خان خٹک نے اس فارسی ترجمہ سے پشتو ترجمہ کیا ہے۔"[3]

مخطوط قلب السیر کے متعلق محمد زبیر حسرت لکھتے ہیں:

"قلب السیر گوہر خان خٹک کا وہ علمی، ادبی اور دینی کارنامہ ہے جس کی بدولت موصوف سیرت نگار ہمیشہ کے لئے پشتو ادب میں زندہ رہے گا۔ یہ کتاب اصل میں محمد بن اسحٰقؒ کی عربی میں لکھی ہوئی محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ ہے، جسے بعد میں ابن ہشام نے ادبیت اور تکمیل بخشی۔ اب یہ سیرت ابن ہشام کے نام سے شہرت رکھتی ہے۔ اس کا عربی سے فارسی میں ترجمہ ہوا تھا، جسے گوہر خان خٹک نے فارسی سے پشتو میں منتقل کر دیا، جبکہ گوہر خان خٹک نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ فارسی ترجمہ کس نے کیا تھا اور اصل کتاب کا نام کیا تھا، تاہم "قلب السیر" کے مقدمہ میں باقی تفصیل ضرور بیان کی ہے۔"[4]

آپ کے اس کتاب کو تحریر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پشتون قوم کو اطاعت رسول اور اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھائیں۔ مخطوطات کی شکل میں یہ کتاب پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی اور پشاور میوزیم میں موجود ہے۔

قلب السّیر کے واقعات کا علمی جائزہ

صاحب قلب السیر نے مخطوط قلب السیر میں سیرت نبوی ﷺ کے متعلق حکایات کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں سے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت تک کے واقعات کا علمی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

نسب نامہ نبوی ﷺ

مؤلف قلب السیر نے نسب نامہ نبوی ﷺ میں محمد ﷺ بن عبد اللہ سے آدمؑ تک کا ذکر کیا ہے، تاہم اس میں انہوں نے کسی قسم کے اختلاف یا اتفاق کا تذکرہ نہیں فرمایا ہے حالانکہ جملہ اہل السیر اور ماہرین انساب اس سلسلے میں ایک حد تک اتفاق جبکہ کسی حد تک اختلاف بھی رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کے شجرہ نسب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

حصہ اول: یہ حصہ نبی کریم ﷺ سے لیکر عدنان تک کے تذکرہ پر مشتمل ہے جس پر جملہ اہل السیر اور ماہرین انساب کا اتفاق ہے۔ علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں:

"أنه محمد بن عبد الله بن عبدالمطلب بن هاشم ابن عبدمناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر ابن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن

معد بن عدنان، هذا ما لم يختلف فيه أحد من الناس"[5]

یہاں تک کے اس شجرہ طیبہ میں کسی شخص کا اختلاف نہیں۔ ناموں کا کہیں کہیں فرق نظر آتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض نسب نگاروں نے اصلی نام ذکر کیے ہیں اور بعض نے مشہور نام ذکر کیے ہیں البتہ کہیں کہیں اصل ناموں میں بھی فرق پایا جاتا ہے مثلاً مدرکہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔امام ابن حزمؒ اور علامہ ابن ہشامؒ نے اس کا نام عامر لکھا ہے جبکہ امام ابن سعد، مؤرخ البلازری اور امام ابن کثیر نے اس کا نام عمرو نقل کیا ہے۔[6]

حصہ دوم: نسب نامہ گرامی کا حصہ دوم وہ ہے جو معد بن عدنان سے اسماعیل بن ابراہیمؑ تک ہے۔ نسب نامہ کے اس حصہ میں اہل السیر کا اختلاف ہے، کسی نے توقف کیا ہے تو کوئی قائل نظر آتا ہے۔ ابن عبدالبرؒ اس حصہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"واختلفوا فيما بين عدنان وإسماعيل بن إبراهيم عليهما السلام وفيما بين إبراهيم وسام بن نوح بما لم أر لذاكره هاهنا وجها لكثرة الاضطراب فيه وأنه لا يوقف منه على شيء متتابع متفق عليه" [7]

"اور انہوں نے عدنان و اسماعیل بن ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ اور سام بن نوحؑ کے درمیان نسب کے بارے میں اختلاف کیا ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ اضطراب ہے اور اس میں کوئی متفق علیہ چیز نہیں ہے۔"

مشہور ماہر انساب السویدی (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء) نسب نامہ کے اس حصہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عدنان سے اوپر آدمؑ تک نسب بیان کرنے کی کراہت میں اختلاف ہے۔ ابن اسحٰقؒ اور ابن جریر کے نزدیک جائز ہے اور بخاری وغیرہ کا مذہب بھی یہی ہے۔"

اختلاف کی اصل وجہ عدنان اور اسماعیلؑ کے درمیان آباء کی تعداد میں ہے کہ ان کی تعداد کم ہے یا زیادہ؟ اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض علمائے انساب نے نسبت کے وقت اوپر کے صرف نامور اور مشہور آباء واجداد کا ذکر کیا ہے اور کم مشہور افراد کو درمیان سے حذف کیا ہے چنانچہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے اجداد کا استقصاء کیا ہے ان کے ہاں تعداد زیادہ ہے اور جن حضرات نے صرف نامور اور چیدہ چیدہ آباء واجداد شمار کیے ہیں، ان کے نزدیک تعداد کم ہو گئی۔[8] حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ معد بن عدنان سے آگے تجاوز نہیں کرتے بلکہ خاموش ہو جاتے جیسا کہ علامہ السہیلیؒ فرماتے ہیں:

"وَمَا بَعْدَ عَدْنَانَ مِنْ الْأَسْمَاءِ مُضْطَرَبٌ فِيهِ فَالّذِي صَحّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنّهُ انْتَسَبَ إلَى عَدْنَانَ لَمْ يَتَجَاوَزْهُ بَلْ قَدْ رُوِيَ عَنْ طَرِيقِ ابْنِ عَبّاسٍ أَنّهُ لَمّا بَلَغَ عَدْنَانَ قَالَ كَذَبَ النّسّابُونَ مَرّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَالْأَصَحّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنّهُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ" [9]

اسی طرح علامہ ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ ابوالاسودؒ نے عروہؓ سے فرمایا:

"ہم نے معد بن عدنان سے آگے کسی کو باخبر نہ پایا۔"[10]

امام ابن جریر الطبری نے یہاں تک نسب نامہ نبوی ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ معد تک اسماعیلؑ کے آباء کی تعداد چالیس ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے لکھا ہے کہ ایک ماہر انساب نے بیان کیا ہے کہ علماء عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسماعیلؑ سے معد تک کے چالیس نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انہوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے، میں نے جب ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے موازنہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر الفاظ مختلف تھے۔[11]

حصہ سوم: نسب نامہ گرامی کا حصہ سوم حضرت ابراہیمؑ سے شروع ہو کر حضرت آدمؑ تک منتہی ہو جاتا ہے۔ اس پر ماہرین

انساب کا اتفاق ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں سوائے اس کے کہ ان میں سے بعض ناموں کے نطق میں اختلاف ہے البتہ اس حصہ میں یقیناً غلطیاں ہیں کیونکہ ابراہیمؑ سے آدمؑ تک کے آباء کی تعداد میں بھی اختلاف ہے جس کی حقیقت کا علم اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔[12]

حضرت اسماعیلؑ کی عمر

صاحب قلب السیر نے حضرت اسماعیلؑ کی عمر کے بارے میں لکھا ہے کہ آپؑ کی عمر ایک سو چھتیس (۱۳۶) سال تھی جبکہ مستند کتب سیرت و تاریخ (سیرت ابن ہشام، روض الانف، اور تاریخ الامم والملوک) میں آپؑ کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال بیان کی گئی ہے۔[13]

سد مآرب کی تعمیر

سد مآرب[14] کے متعلق صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ اس بند کو بلقیس[15] نے بنوایا تھا حالانکہ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ سب سے پہلے اسے سبا بن عرب[16] نے بنوایا تھا، یہاں تک کہ وہ مرگیا لیکن مکمل نہ ہوا، بعد میں اس بند کو ملوک حمیر نے مکمل کیا جبکہ بعض مؤرخین کے نزدیک اس بند کو لقمان بن عاد نے بنوایا تھا۔[17]

عمرو بن عامر اور سد مآرب

صاحب قلب السیر نے عمرو بن عامر[18] کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور اس کی وجوہات مختصر ذکر کی ہیں جبکہ سیرت نگاروں نے اس واقعہ کے متعلق وجوہات کو تفصیلی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمرو بن عامر نے جب دیکھا کہ سد مآرب کو خراب کرنے پر جنگلی چوہے مسلط ہو چکے ہیں لہٰذا وہ جان گیا کہ یہ بند مزید قائم نہ رہے گا اس لیے انہوں نے ایک ترکیب سوچ کر اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا کہ وہ اسے تھپڑ مار دیں، چنانچہ بیٹے نے ویسا ہی کیا، بعد میں انہوں نے اسے بہانہ بنا کر لوگوں سے کہنے لگے کہ جس ملک میں کسی کا چھوٹا بیٹا اپنے باپ کو تھپڑ مار دے، ایسے ملک میں وہ کیسے رہ سکتا ہے؟ چنانچہ وہ اپنے سارے اموال لوگوں کے ہاتھوں بیچ کر یمن سے نکل گیا۔[19]

صاحب قلب السیر نے سد مآرب اور عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کے واقعہ کے ضمن میں یہ نہیں لکھا ہے کہ سارے قبائل یمن سے نکل چکے تھے یا نہیں؟ جبکہ کتب سیرت و تاریخ (سیرت ابن ہشام، البدایہ والنہایہ) میں لکھا ہے کہ یمن سے چار قبائل نکلے تھے اور چھ قبائل یمن میں رہ گئے تھے۔[20]

تبع اور غلاف کعبہ

تبع[21] اور غلاف کعبہ کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے تبع ابو کرب کی شان و شوکت اور قدرت و ثروت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا خط جس طرف بھی جاتا تو اس کو یوں منسوب کرتے: "باسم الذی ملك البر والبحر والضحى" جبکہ کتب سیرت میں ان الفاظ کا تذکرہ راقم کو نہیں ملا۔

تبع اور غلاف کعبہ کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے اس بات کا بھی تذکرہ نہیں فرمایا ہے کہ تبع مناسک حج ادا کرتے وقت کتنی مدت تک مکہ مکرمہ میں قیام کر چکے تھے؟ جبکہ اہل سیر نے اس کے قیام کی مدت چھ (۶) دن ذکر کی ہے۔[22]

یمن کا آتش کدہ

صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ یمن میں ایک آتش کدہ[23] تھا جسے اہل یمن نے اپنا حکم بنایا تھا وہ اپنے تنازعات میں اس

کی طرف رجوع فرماتے تھے، جو حق پر ہوتا وہ سلامت رہتا اور ظالم کو جلا ڈالتا جبکہ آئمہ نقد و جرح نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں اسحاق بن بشر ابو حذیفہ النجاری آیا ہے جو کہ کذاب اور متروک ہے اور ان کی روایات تعجب پر مبنی ہیں۔[24]

حسان بن تبان اسعد کی حکومت

صاحب قلب السیر نے حسان بن تبان اسعد[25] کی حکایت میں تبان اسعد کے حکومت کرنے کا دورانیہ ذکر نہیں فرمایا ہے جبکہ سیرت نگاروں نے اس کی حکومت کا عرصہ پینتیس (۳۵) سال ذکر فرمایا ہے۔[26]

لختیعہ ذو شناطر کی حکومت

صاحب قلب السیر گوہر خان خٹک نے لکھا ہے کہ لختیعہ ذو شناطر[27] نے یمن پر حکومت کی جبکہ دورانیہ ذکر نہیں فرمایا ہے حالانکہ سیرت ابن ہشام میں یہ دورانیہ ستائیس (۲۷) سال بیان کیا گیا ہے۔[28]

نجران میں عیسائیت کا فروغ

نجران میں عیسائیت کے فروغ کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ اہل نجران سالانہ میلہ لگا کر کھجور کے ایک بہت بڑے درخت کی پوجا کرتے تھے اور اسے خوب سجا کر اپنی منتیں منواتے تھے۔ اس واقعہ کے ضمن میں صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ فیمیون[29] نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی جس کی بدولت وہ درخت زمین پر گر گیا۔ اس کی تائید کچھ مستند کتب سیرت اور مؤرخین (سیرت ابن ہشام، روض الانف، الطبری) نے بھی کی ہے جبکہ بعض مؤرخین نے صرف جائے نماز کا ذکر فرمایا ہے کہ فیمیون نے اپنے مصلی پر جا کر اللہ سے دعا کی، پس اللہ نے تیز آندھی سے کھجور کا وہ درخت گرا دیا۔[30]

ابرہہ اور ارياط کا باہمی اختلاف

ابرہہ اشرم[31] اور ارياط کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے یمن پر ارياط[32] کی حکومت کا عرصہ دو (۲) سال ذکر کیا ہے جبکہ اہل سیر نے لکھا ہے کہ ارياط نے کئی سال تک یمن پر حکومت کی جبکہ حکمرانی کی مدت کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے۔[33]

ابرہہ اشرم اور ارياط کی حکایت میں گوہر خان خٹک نے لکھا ہے کہ ارياط نے ابرہہ پر حربہ سے وار کر کے اس کی ناک اور ہونٹ کاٹ لیے جبکہ کتب سیرت و تاریخ (سیرت ابن ہشام، روج الانف، الطبقات الکبریٰ، الطبری) میں لکھا ہے کہ ارياط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا جس سے اس کی بھوئیں، آنکھ، ناک کی پھنگی اور ہونٹ پھٹ گئے جس کے سبب وہ "ابرہہ اشرم" کے نام سے مشہور ہو گیا۔[34]

صاحب قلب السیر گوہر خان خٹک نے لکھا ہے کہ ابرہہ نے ارياط کو قتل کرنے کے بعد حبش کے بادشاہ نجاشی[35] کی قسم پوری کرنے کے لیے اپنے سر اور داڑھی کے بال کٹوائے اور یمن کی مٹی سے ایک تھیلا بھروا کر بھیج دیا جبکہ مؤخین اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس روانہ کی، جبکہ داڑھی کے بال کٹوانے کا ذکر اس میں نہیں ہے۔[36]

کلیسا کی تعمیر اور اس کی آلودگی

صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ بنی کنانہ[37] کے ایک شخص نے رات گزار کر کلیسا[38] کو نجاست سے آلودہ کیا حالانکہ کتب سیرت و تاریخ (سیرت ابن ہشام، روج الانف، الطبقات الکبریٰ، الطبری) میں رات گزارنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ لکھا ہے کہ وہ شخص کلیسا کے اندر گیا اور نجاست سے کلیسا کو آلودہ کیا۔[39]

اصحاب فیل کی حکایت

اصحاب فیل کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے لشکر پر عذاب نازل کرکے پرندے بھیج دیئے جن کی چونچ میں پتھر تھے جبکہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ ہر پرندے کے پاس تین پتھر، ایک چونچ اور دو پنجوں میں ہوتے تھیں۔[40]

صاحب قلب السیر نے اصحاب فیل کی حکایت میں فیل محمود کے بچ جانے کے بارے میں نہیں لکھا ہے اور نہ ہی ہاتھیوں کی تعداد کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ان کی تعداد کتنی تھی اور لشکر پر نازل شدہ عذاب میں کتنے ہلاک ہو گئے تھے؟ حالانکہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ فیل محمود بچ گیا تھا اور بقیہ ہاتھی ہلاک ہو گئے تھے جن کی تعداد تیس تھی۔[41]

نعمان بن منذر والی عراق

سیف ذی یزن[42] کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ کسریٰ نوشیروان کی جانب سے کوفہ اور عراق کے نزدیک کے علاقوں کا والی نعمان بن منذر[43] مقرر تھا جبکہ کتب سیرت وتاریخ میں لکھا ہے کہ نعمان بن منذر کسریٰ کی جانب سے حیرہ اور عراق کے کچھ علاقوں کا والی تھا جبکہ علاقوں کے نام ذکر نہیں فرمائے ہیں۔[44]

سیف بن ذی یزن کی حکومت

سیف بن ذی یزن کی حکایت میں گوہر خان خٹک نے لکھا ہے کہ کسریٰ کے حکم سے سیف بن ذی یزن کو دو ہزار درہم اور لباس فاخرہ دیا گیا جبکہ کتب سیرت وتاریخ (روض الانف اور البدایہ والنہایہ) میں اس عطیہ کی مقدار دس ہزار درہم اور لباس فاخرہ کا ذکر پایا جاتا ہے۔[45]

صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ وہ اور فارس کا لشکر یمن پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں مقیم ہوگئے ان کی اولادیں ہوئیں اور ان کے قبیلے بن گئے جس کی اولاد میں سے اب تک یمن میں موجود ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ طاؤس یمانی[46] بھی ان کی اولاد میں سے تھا جبکہ کتب سیرت (روض الانف، السیرۃ النبویہ ابن کثیر) میں صرف یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد اب بھی یمن میں موجود ہیں جبکہ طاؤس یمانی کا ذکر اس میں نہیں ہے۔[47]

سیف بن ذی یزن کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ یمن پر حبش کے لشکر کی حکومت کا دورانیہ ستتر (۷۷) سال تھا جس میں اریاط کی حکومت کا دورانیہ چار (۴) سال بیان کیا گیا ہے حالانکہ اہل السیر نے اس حکایت میں بہتر سال کے دوران بالترتیب چار آدمیوں کی حکومت کا ذکر فرمایا ہے جس میں پہلے اریاط نے کئی سال تک حکومت کی، پھر ابرہہ اور اس کے بیٹوں مسروق اور یکسوم نے حکمرانی کی۔[48]

ساطرون کے قلعہ کا محاصرہ

کسریٰ شاپور ذوالاکتاف[49] کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ کسریٰ نے کئی سال تک ساطرون کے قلعے کا محاصرہ کیا جبکہ سیرت نگاروں اور مؤرخین نے ساطرون[50] کے قلعہ کے محاصرہ کی مدت دو سال جبکہ بعض نے چار سال لکھی ہے۔[51]

عمرو بن لحیؒ کے طواغید کی حکایت

گوہر خان خٹک نے قلب السیر میں عمرو بن لحیؒ[52] کے طواغید کا تذکرہ کرتے ہوئے وصیلہ سے مراد "بکری" لی ہے۔ یہ

تعریف اگرچہ اپنی جگہ درست ہے، تاہم بعض مفسرین کے نزدیک اس سے مراد "اونٹنی" ہے جبکہ بعض نے اس سے مراد "بکری" لی ہے۔[53]

صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ فلس[54] جو نجد میں نصب تھا، گراتے وقت حضرت علیؓ کو دو تلواریں ملی تھیں جبکہ سیرت ابن ہشام میں ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کو یہ بت گراتے وقت تین تلواریں ملی تھیں، ایک کا نام رسوب، دوسری کا نام مخذم اور تیسری کا نام الیمانی تھا۔[55]

قصیٰ بن کلاب کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد

صاحب قلب السیر نے قصیٰ بن کلاب کے بیٹوں کی تعداد تین بتائی ہے اور بیٹیوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے جبکہ کتب سیرت و تاریخ (روض الانف، البدایہ والنہایہ) میں قصیٰ بن کلاب کے بیٹوں کی تعداد چار بیان کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں: عبد مناف بن قصی، عبدالدار بن قصی، عبدالعزیٰ بن قصی اور عبد بن قصی جبکہ دو بیٹیوں کے نام تخمر بنت قصی اور وبرۃ بنت قصی بیان کئے گئے۔[56]

تولیت بیت اللہ کی حکایت

بیت اللہ کے تولیت کی باب میں صاحب قلب السیر گوہر خان خٹک نے مضاض بن عمرو اور سمیدع کے بارے میں لکھا ہے:

> "جو کچھ مکہ کی طرف اور ملک سے ہوتا اس پر مضاض کا حکم چلتا اور جو کچھ سرزمین مکہ سے پیدا ہوتا تو سمیدع اس کا حکم دیتا۔"

جبکہ کتب سیرت وآثار (روض الانف، اخبار مکہ وماجاء فیہا من الآثار) میں لکھا ہے:

> "جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے مضاض محصول عشر لیتا اور جو لوگ مکہ کے نشیبی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے سمیدع عشر لیتا۔"[57]

حضرت عبداللہ کی قربانی اور نکاح

نبی کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی قربانی کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے اس کاہنہ عورت کا نام ذکر نہیں کیا ہے جس کی طرف وہ جارہے تھے جبکہ کتب سیرت (روض الانف، السیرۃ النبویہ ابن کثیر) میں اس عورت کا نام "قطبہ" اور "سجاح" بیان کی گئی ہے۔[58]

نبی کریم ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی قربانی میں جو اونٹ ذبح کیے گئے تھے اس بارے میں صاحب قلب السیر نے کچھ نہیں لکھا ہے کہ اس گوشت سے عبدالمطلب نے یا اس کے خاندان والوں نے کچھ کھایا بھی تھا کہ نہیں؟ جبکہ کتب سیرت و آثار (ابن سعد، اخبار مکہ وماجاء فیہا من الآثار) میں لکھا ہے کہ قربانی کے اس گوشت سے عبدالمطلب نے نہ خود کچھ کھایا تھا اور نہ ہی اس کے اہل وعیال نے کچھ کھایا تھا بلکہ سارا گوشت تقسیم کرکے وحوش وطیور کے لیے چھوڑا گیا تھا۔[59]

اس حکایت میں جس عورت نے حضرت عبداللہ کو پیشکش کی تھی صاحب قلب السیر گوہر خان خٹک نے اس عورت کا نام ذکر نہیں کیا ہے جبکہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اس عورت کا نام قتیلہ بنت نوفل تھا جو ورقہ بن نوفل کی بہن تھی یا اس عورت کا نام "فاطمہ بنت مر الخثعمیۃ" تھی۔[60]

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ کے نکاح کے بارے میں صاحب قلب السیر نے یہ نہیں لکھا ہے کہ نکاح کرنے کے بعد حضرت عبداللہ کتنا عرصہ حضرت آمنہؓ کے پاس رہے جبکہ کتب سیرت (طبقات ابن سعد، عیون الاثر) میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ جب ان دونوں کا نکاح ہوا تو حضرت عبداللہ تین دن رات تک حضرت آمنہ کے ساتھ رہے کیونکہ اس وقت ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ جس کی کسی کے ساتھ شادی ہوتی تو وہ اپنی منکوحہ کے ساتھ تین دن رات تک قیام فرماتا۔[61]

نبی کریم ﷺ کی ولات باسعادت

نبی کریم ﷺ کی ولات باسعادت کے بارے میں صاحب قلب السیر گوہر خان خٹک نے لکھا ہے:

"آپ ﷺ کی ولادت اتوار کے دن ۱۱ ربیع الاول کو ہوئی تھی جبکہ سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے ولادت کی تاریخ پیر، ۱۲ ربیع الاول عام الفیل بیان کی ہے جو کہ جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔"[62]

خلاصۂ بحث

حاصل بحث یہ ہے کہ صاحب قلب السیر گوہر خان خٹکؒ نے پشتو زبان میں سیرت پر اولین کتاب سلیس انداز میں مدون کرکے امت پر احسان فرمایا ہے جس سے خاص وعام قارئین مستفید ہو سکتے ہیں۔ عصر حاضر میں قلب السیر کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن پھر بھی اس کتاب کو وہ پزیرائی نہ مل سکی جس مقصد کی خاطر اس کو لکھا گیا تھا کیونکہ یہ مخطوط جہاں بھی تھا الماریوں کی زینت بنا رہا اور ایک طویل عرصہ تک اس مخطوط کی ناقدری ہوتی رہی۔ پیش نظر تحقیقی مضمون میں راقم نے حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت تک کی روایات اور حکایات کا علمی جائزہ پیش کرنے کی جسارت کی ہے جس میں نسب نامہ نبوی ﷺ، نبی پاک ﷺ کی فضیلت نسب، حضرت اسماعیلؑ کی عمر، سد مآرب کی تعمیر، عمرو بن عامر اور سد مآرب کی حکایت، تبع اور غلاف کعبہ کی حکایت، یمن کا آتش کدہ، حسان بن تبان اسعد کی حکومت، لختیعہ ذو شناطر کی حکومت کی حکایت، نجران میں عیسائیت کے فروغ کی حکایت، ابرہہ اشرم اور ارباط کے باہمی اختلاف کی حکایت، کلیسا کی تعمیر اور اس کی آلودگی کی حکایت، اصحاب فیل کی حکایت، نعمان بن منذر والی عراق کی حکایت، سیف بن ذی یزن کی حکومت، ساطرون کے قلعہ کا محاصرہ، عمرو بن لحئ کے طواغید کی حکایت، قصی بن کلاب کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد کا تذکرہ، بیت اللہ کی تولیت کی حکایت، حضرت عبداللہ کی قربانی اور نکاح کی حکایت اور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ شامل ہیں۔

نتائج

بحث سے حاصل ہونے والے نتائج حسب ذیل ہیں:

1. معلوم ہوتا ہے کہ صاحب قلب السیر کے سامنے صرف سیرت ابن اسحٰق کا فارسی ترجمہ موجود تھا جس سے انہوں نے استفادہ کیا ہے۔
2. صاحب قلب السیر کے سامنے اس وقت مستند کتب سیرت موجود نہیں تھیں جس سے وہ قلب السیر کے اندر تناقص سے بچتا۔
3. قلب السیر کی اسنادی حیثیت یہ ہے کہ اس میں بعض ضعیف روایات موجود ہیں مثلاً صاحب قلب السیر نے لکھا ہے کہ یمن میں ایک آتش کدہ تھا۔ اہل یمن اسے حکم بنا کر اپنے تنازعات میں اس کی طرف رجوع فرماتے تھے جو حق پر ہوتا وہ سلامت رہتا اور ظالم کو جلا ڈالتا جبکہ آئمہ نقد وجرح نے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند میں اسحاق بن بشر ابو حذیفہ

النجاری آیا ہے جو کہ کذاب اور متروک ہے اور ان کی روایات تعجب پر مبنی ہیں۔

4. واقعات و حکایات کے بیان کے ضمن میں صاحب قلب السیر نے جگہ جگہ تخیلات اور رائے سے کام لیا ہے جس کا ذکر مستند کتب سیرت و تاریخ میں نہیں ملتا مثلاً تبع اور غلاف کعبہ کی حکایت میں صاحب قلب السیر نے تبع کی شان و شوکت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا خط جس طرف بھی جاتا تو اس کو یوں منسوب کرتے "باسم الذی ملك البر والبحر والضحی" جبکہ کتب سیرت و تاریخ میں ان الفاظ کا تذکرہ راقم کو نہیں ملا۔

5. گوہر خان خٹک نے قلب السیر اس غرض سے لکھی کہ پشتون قوم آپ ﷺ کے طرز زندگی کے ہر پہلو کو اپنی زبان میں آسانی سے سمجھ کر اپنے عمل کا حصہ بنائے۔ سیرت نگار کے اس نیک مقصد اور خلوص نیت نے نہ صرف آپ کے کام کو امتیازی خصوصیت دی بلکہ ان کے طرز فکر اور مثبت اسلامی احساس کی بھی بجا طور پر غمازی کی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] بی بی مریم، د پشتو د نثر تاریخی او تنقیدی جائزہ، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی، ۱۹۸۶ء، ص: ۲۱۹
Bībī Maryam, *Da Pashto Da Nathar Tarīkhī Aw Tanqīdī Jā'izah*, (Pashto Academy Peshawar University,1986), p:219

[2] دیباچہ قلب السیر
Dībāchah Qalb Al Siyar

[3] بی بی مریم، د پشتو د نثر تاریخی او تنقیدی جائزہ، تاج کتب خانہ محلّہ جنگی قصہ خوانی پشاور، ۱۹۸۶ء، ص: ۲۲۰
Bībī Maryam, *Da Pashto Da Nathar Tarīkhī Aw Tanqīdī Jā'izah*, (Peshawar: Taj Kutub Khana, 1986), p:220

[4] حسرت، محمد زبیر، د قلب السیر شاعری، مرکہ پبلیکیشنز میر افضل خان بازار مردان، جون ۲۰۰۲ء، ص: ۱۹
Ḥasrat, Dr. Muhammad Zubair, *Da Qalb Al Siyar Shā'irī*, (Mardan: Markah Publication, Mīr Afḍal Khan Bazar, 2002), p:19

[5] ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دار الجیل بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۱: ۱۳۳
Ibn 'Abd Al Bar, *Al Istī'āb fī Ma'rifah Al Aṣḥāb*, (Berūt: Dār Al Jīyal, 1412), 1:133

[6] عبدالملک بن ہشام، السیرۃ النبویہ، دار الحدیث قاہرہ، ۲۰۰۴ء، ۱: ۲۱۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ۱: ۵۸۔ البلازری، احمد بن یحییٰ بن جابر، انساب الاشراف، بیروت، ۱۹۷۴ء، ۱: ۱۲
'Abd Al Malik bin Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah*, (Cairo: Dār Al Ḥadīth, 2004), 1:21. Muḥammad bin Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, (Beirūt :Dār Ṣādir, 1968), 1:58, Al Balazarī, *Ansāb Al Ashrāf*, (Beirūt, 1974), 1:12

[7] ابن عبدالبر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱: ۱۳۳
Ibn 'Abd Al Bar, *Al Istī'āb fī Ma'rifah Al Aṣḥāb*, 1:133

[8] السویدی، سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۹
Al Suwaydī, *Sabā'ik Al Dahab Fi Mā'rifah Qaba'l Al 'rab*, (Beirūt: Dār al Kutub' A l

'lmiyyah,2005), p:59

9 السویدی، سبائک الذھب فی معرفۃ قبائل العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۲۰۰۵ء، ص: ۵۹

Al Suwaydī, *Sabay'k Al Dhahab fī Mā'rifah Qabā'il Al 'Arab,* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 2005), p:59

10 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸ء، ۱: ۵۸

Ibn Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra,* 1:58

11 ابو جعفر، الطبری، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ۱: ۵۱۷

Al Ṭabarī, Abū Ja'far, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1407), 1:517

12 الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۳ء، ۱: ۲۹۸

Al Shāmī, *Subul Al Huda Wal Rashād,* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1993), 1:298

13 السہیلی، الروض الانف، ۱: ۴۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۲۲۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۱۸۹

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:44. Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah,* 1:22. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:189

14 سد مأرب، دنیا میں آبپاشی کے لیے مشہور بند یقیناً عربستان کی سب سے بڑی قدیم عمارت ہے جو اب تک موجود ہے اور بذات خود یہ فن معماری کا نہایت اعلیٰ کارنامہ ہے اور قدیم زمانے میں جنوبی عربستان کے لوگوں کی اجتماعی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ سد مأرب کی شکستگی کا ذکر قرآن میں آیا ہے جو مأرب کے زرخیز گرد ونواح کی تباہی کا باعث بنا۔ یہ واقعہ ۵۴۳ء اور ۵۷۰ء کے درمیان کہیں واقع ہوا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۸: ۲۱۸)

Urdū Dā'irah Ma'ārif Islamiah, (Lahore:Danish Gāh Punjab), 18:218

15 بلقیس، ایک خوبصورت اور ذہین عورت کا نام ہے جو مُلک سبا کی ملکہ تھی۔ اس کا تعلق شاہان یمن کے تبع خاندان سے تھا۔ ملکہ بلقیس ان تاریخی شخصیات میں سے ہیں جن کا نام لیے بغیر قرآن مجید نے ذکر کیا ہے جیسے عزیز مصر کی بیوی زلیخا اور فرعون کی بیوی آسیہ۔ قرآن کریم نے ملکہ سبا (بلقیس) کا قصہ بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۴: ۸۳۶)

Urdū Dā'irah Ma'ārif Islamiah, 4:836

16 سبا کا نام عبد شمس بن یشجب تھا۔ اس کا نام سبا اس لیے پڑ گیا کہ اس نے سب سے پہلے عرب میں گرفتاریاں کرکے لوگوں کو قید کیا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۲۵

Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah,* 1:25

17 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، البدایہ والنہایہ، دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ، ۲: ۱۹۶

Ibn Kathīr, Isma'īl bin 'Umar, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* (Dār 'Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, 1408), 2:196

18 عمرو بن عامر، زمانہ جاہلیت میں قوم تبع سے یمن کا ایک حکمران تھا۔ وہ مأرب کا ایک عظیم حاکم تھا۔ سد مأرب کی غرقابی سے پہلے اس بند کے نیچے پھلوں کے باغات تھے۔ جس میں ہر قسم کے پھل تھے۔ نافرمانی کے باعث اللہ تعالی نے ان سے یہ انعامات چھین لیے۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود بن علی بن فارس، الاعلام، دار العلم، بیروت، ۱۹۸۰ء، ۵: ۸۰)

Al Zarkalī, Khayr al Dīn bin Maḥmūd bin 'Alī, *Al A'lām,* (Beirūt: Dār al 'Ilm, 1980), 5:80

19 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۰۱

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:201

[20] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۱۹۶

Ibid., 2 :196

[21] تبع، یمن میں حمیر کے بادشاہوں کا لقب تھا جیسا کہ فارس میں بادشاہ کو کسریٰ، روم میں قیصر اور ترک میں خاقان کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ (الاعلام للزرکلی، ۲: ۱۷۵)

Al Zarkalī, *Al A'lām*, 2:175

[22] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۰۱

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah*, 2:201

[23] آتش کدہ، آتش پرستوں اور مجوسیوں کا عبادت خانہ جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور آگ کو پوجتے رہتے ہیں۔ (سید قاسم محمود، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار بک فاؤنڈیشن، حاجی بلڈنگ، کراچی نمبرا، پاکستان، ص: ۱۱)

Qasim Maḥmūd, Sayyid, *Islāmī Encyclopedia*, (Karachi: Shahkār Book Foundation, Ḥaji Building, Pakistan), p:11

[24] محمد بن حبان بن احمد، کتاب المجروحین من المحدثین، طبع اول، ۲۰۰۰ء، ۱: ۱۴۶۔ ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، مؤسسۃ عزالدین، بیروت، ۱۹۸۶ء، ۱: ۳۳، ۳۴۔ البلازری، انساب الاشراف، ۱: ۱۲

Muḥammad bin Ḥibbān, *Kitāb Al Majrūḥīn min Al Muḥadithīn*, (1st Edition, 2000), 1:146. Ibn Sayyid Al Nās, *'Yūn Al Athar fī Funūn Al Maghāzī wal Shamā'il wal Siyar*, (Beirūt: Mo'assasah 'Iz Al Dīn, 1986), 1:33-34. Al Balazarī, *Ansāb Al Ashrāf*, 1:12

[25] حسان بن تبان اسعد، یمن میں حمیری حکمرانوں میں سے تھے۔ اس کا نام مرشد تھا اور کنیت ابو کرب تھا۔ وہ تبع کے نام سے ملقب تھے۔ وہ قوم تباعہ کے آخری عظیم حکمران تھے۔ اس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو غلاف چڑھایا۔ اس کے بھائی عمرو بن تبان اسعد نے انہیں دوسرے امیروں کے ساتھ ساز باز کرکے قتل کیا۔ اس نے ۶۳ سال حکمرانی کی۔ (الاعلام للزرکلی، ۲: ۱۸۳ تا ۱۸۵۔ جواد علی، ڈاکٹر، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۴: ۲۳۱)

Al Zarkalī, *Al A'lām*, 2:183-185. Dr. Jawad 'Alī, *Al Mufaṣṣal fī Tarīkh Al 'Arab Qabl Al Islām*, 4:231

[26] السہیلی، الروض الانف، ۱: ۸۰

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf*, 1:80

[27] لختیعہ بن ینوف ذوشناطر، یمن میں حمیر کے حکمرانوں میں سے تھے۔ اس کا تعلق اہل ملوک سے نہیں تھا۔ اس نے ابرہہ بن صباح کے بعد حکومت سنبھالی۔ یہ ایک بدکار شخص تھا اور عمل قوم لوط میں مبتلا تھا۔ اس نے حکومت پر قبضہ کرکے شاہی خاندان کے لوگوں کو قتل کیا اور ان کے گھروں کو کھلونا بنایا۔ وہ اپنے بالا خانے میں شاہی خاندان کے لڑکوں کو بلا کر ان کے ساتھ لواطت کرتا اور پھر منہ میں مسواک رکھ کر بالا خانے سے باہر جھانکتا۔ زرعہ ذونواس جو تبان اسعد کا بیٹا تھا اس نے لختیعہ کو قتل کردیا۔ (الاعلام للزرکلی، ۵: ۲۴۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۳۷)

Al Zarkalī, *Al A'lām*, 5:241. Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah*, 1:37

[28] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۰۵

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah*, 2:205

[29] فیمیون، نجران کا ایک شخص تھا جو نہایت متقی اور پرہیزگار تھا۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کے دین کا پیروکار تھا۔ دنیا سے کنارہ کش ہو کر سیر و سیاحت کرتا تھا۔ مستجاب الدعوات تھا جب بھی کسی بیمار اور معذور کے پاس سے گزرتا تو ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے تو اللہ تعالیٰ انہیں اسی وقت صحت یاب فرماتا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۱: ۴۰، ۳۹، ۳۸

Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah,* 1:38-40

[30] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲:۲۰۷۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک،۱: ۴۳۵

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:207. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:435

[31] ابرہہ اشرم، چھٹی صدی مسیحی کے وسط میں جنوبی عرب کا ایک عیسائی بادشاہ تھا جس نے یمنی لشکر لے کر مکہ پر چڑھائی کی تھی۔اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الفیل میں فرمایا ہے۔اس شخص کو "الاشرم" (نکٹا) بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک خانہ جنگی میں اس کی بھوئیں، آنکھ، ناک اور ہونٹ پھٹ گئے تھے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱: ۳۷۹تا۳۸۲)

Urdū Dā'irah Ma'ārif Islamiah, 1:379-382

[32] ارباط، نجاشی شاہ حبشہ کی جانب سے یمن کا حاکم تھا۔اس کے لشکر میں ایک سردار تھا جس کا نام ابرہہ تھا جو ارباط کو قتل کرکے خود حاکم یمن بن گیا تھا۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۴۳)

Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah,* 1:43

[33] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج: ۲، ص: 212۔ السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۴۲

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:212. Al Sūhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:142

[34] السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۵۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۹۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۱۶۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۴۴۲

Al Sūhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:153. Ibn Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra,* 1:92. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:216. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:442

[35] نجاشی، نجاشی کا اصل نام اصحمہ اور عربی نام عطیہ تھا۔آپؒ نے رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا مگر کچھ حالات کی بناء پر رسول اکرم ﷺ سے آپؒ کی ملاقات نہ ہو سکی۔ ہجرت حبشہ کے دوران آپ نے مہاجر صحابہؓ سے انتہائی اچھا برتاؤ کیا تھا۔آپؒ نے مہاجر مسلمانوں کی حتیٰ الامکان مدد کی۔ نجاشی کی وفات کے بعد رسول اکرم ﷺ نے آپؒ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ (عزالدین بن الاثیر الجرزی، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۶ء، ۱: ۱۵۳، ۹۷)

Ibn al Athīr, 'Iz al Dīn bin Al Athīr, *Usud Al Ghābah fī Mā'rifah al Ṣaḥabah,* (Beirūt: Dār 'Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, 1996), 1:97,153

[36] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۲: ۲۱۰۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۴۳۹

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:210. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:439

[37] کنانہ، ایک بڑے عرب قبیلے کا نام ہے جس کی خیمہ گاہیں آغاز اسلام کے وقت مکے کے گرد و نواح کے اس علاقے میں تھیں جو شہر کے جنوب مغرب میں تہامہ سے لے کر شہر کے شمال مشرق تک پھیلا ہوا تھا۔ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ عرب ماہرین انساب کی نظر میں ان کی خاص اہمیت کا سبب یہ حقیقت تھی کہ قریش اور پھر نبی ﷺ کا نسب اسی قبیلے کنانہ سے جاملتا ہے۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ۱۷: ۴۱۱، ۴۱۲)

Urdū Dā'irah Ma'ārif Islāmiah, 17:411-412

[38] کلیسا، گرجا، قوم ترسا کا معبد۔ (فیروز الغات عربی اردو، فیروز سنز لمیٹیڈ لاہور، راولپنڈی، ص: ۹۱۱)

Fairūz Al Lūghāt 'Arabī Urdū, (Rawalpindi: Fayroz Sons Limited, Lahore), p:911

[39] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱: ۶۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۵۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۴۴۴۔ السہیلی، روض الانف، ۱: ۱۸۳

Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah,* 1:64. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:225. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:444. Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:183

40 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۸۔ السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۹۲

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:228. Al S'ūhaylī, Al *Rawḍ Al Anaf,* 1:192

41 ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، ۱۹۶۸ء، ۱: ۹۲

Ibn Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra,* 1:92

42 سیف بن ذی یزن، اس کا تعلق حمیری شاہی نسل سے تھا۔ اس نے تاریخ عرب میں جنوبی عرب سے حبشیوں کے اخراج میں حصہ لیا جس پر انہوں نے ذونواس کے عہد سے قبضہ کر رکھا تھا۔ سیف بن ذی یزن نے ایرانی بادشاہ خسرو نوشیرواں کی مدد سے حبشیوں پر فتح حاصل کر کے یمن حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ایرانی سیادت کے ماتحت اپنے اسلاف کے ملک کا فرمانروا بن گیا۔ (اردو دائرہ، معارف اسلامیہ، ۱۱: ۵۱۹)

Urdū Dā'irah Ma'ārif Al Islāmiah, 11:519

43 نعمان بن منذر، حیرہ کے مشہور لخمی حکمرانوں میں سے آخری حکمران تھا۔ کسریٰ نے اسے شکست دے کر قید کر دیا تھا جو بعد میں قید ہی میں فوت ہوا۔ (بویس عجیل، المنجد فی الاعلام، ۲: ۷۱۰)

Buways 'Ajīl, *Al Munjid fil A'lām,* 2:710

44 السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۷۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۲۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۴۴۴

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:173. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:222. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:444

45 السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۷۴ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۲

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:174. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:222

46 طاؤس یمانی، آپ ثقہ تابعی تھے۔ (احمد بن عبداللہ العجلی الکوفی، معرفۃ الثقات، مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورہ، ۱۹۸۵ء، ۱: ۴۷۷)

Al 'Ajalī, Aḥmad bin 'Abdullah, *Ma'rifah Al Thiqāt,* (Madīnah: Maktabah Al Dār, 1985), 1:477

47 السہیلی، الروض الانف، ۲۱: ۱۸۳۔ ابوالفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، السیرۃ النبویہ، دار لمعرفہ بیروت، ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۱ء، ۱: ۹۰

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:183. Ibn Kathīr, Ismā'īl bin 'Umar, *Al Sīrah Al Nabawiyyah,* (Beirūt: Dār al Ma'rifah, 1971), 1:90

48 السہیلی، الروض الانف، ۱: ۱۸۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۵۔ الطبری، تاریخ الامم والملوک، ۱: ۴۴۴

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:183. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:225. Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk,* 1:444

49 کسریٰ شاپور ذوالاکتاف، ہرمزد کا بیٹا تھا۔ اہل عجم فارس کا کمسن بادشاہ تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں دشمنوں سے مبارزت کر کے ایک خلق کثیر کو ان سے گرفتار کیا اور ان کے کندھے اکھیڑ دیے جس کی وجہ سے وہ ذوالاکتاف مشہور ہوا۔ (بویس عجیل، المنجد فی الاعلام، دارالمشرق، بیروت، ۱۹۸۶ء، ۲: ۳۷۹

Buways 'Ajīl, *Al Munjid fil 'AIām,* (Beirūt: Dār Al Mashriq, 1986), 2:379

50 ساطرون، ساطرون کا نام الضیزن بن معاویہ بن عبید بن سلیح بن حلوان ابن الحاف بن قضاعہ تھا۔ حضر کا بادشاہ تھا۔ موصل سے ان کا تعلق تھا۔ دجلہ اور فرات کے درمیان اس کا ایک مضبوط قلعہ تھا۔ (ابن کثیر، سیرۃ النبویہ، ۱: ۹۵۔ الاعلام للزرکلی، : ۵: ۸۲)

Ibn Kathīr, Ismā'īl bin 'Umar, *Al Sīrah Al Nabawiyyah,* 1:95. Al Zarkalī, *Al 'Alām,* 5:82

51 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲: ۲۲۸، السہیلی، الروض الانف، : ۱۹۲

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah,* 2:228. Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf,* 1:192

52 عمرو بن لحیٔ، کنیت ابو ثمامہ تھا۔ اس کے نسب میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ماہرین انساب میں سے بعض کے خیال میں وہ خزاعہ کا دادا تھا جبکہ بعض کے نزدیک خزاعہ کا سردار تھا۔ انہوں نے دین ابراہیمؑ کو بدل ڈالا۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے بھر دیا اور مکہ میں بتوں کی پوجا کی بنیاد

رکھی۔ (المنجد فی الاعلام، ۲:۴۷۸۔ الاعلام للزرکلی، ۵:۸۴

Buways ʻAjīl, *Al Munjid fil Aʻlām*, 2:478. Al Zarkalī, *Al Aʻlām*, 5:84

[53] العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ۸ :۲۸۵۔ ابن ابی حاتم، ابو عبد الرحمان بن محمد، تفسیر القرآن العظیم، المکتبۃ العصریہ، ۴:۲۲۳، ۲۲۲

Al ʻAsqalānī, Aḥmad bin ʻAlī bin Ḥajar, *Fatḥ Al Bārī*, (Beirūt: Dār Al Maʻrifah, 1379), 8:285. Ibn Abī Ḥātim, Abū ʻAbd Al Raḥmān bin Muḥammad, *Tafsīr Al Qur'ān Al ʻAẓīm*, (Al Maktabah Al ʻAṣariyyah), 4:222-223

[54] فلس، یہ ایک بت کا نام تھا جو نجد میں نصب تھا۔ یعرب بن قحطان اس کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بت کو گرایا تھا۔ (الاعلام للزرکلی، ۸:۱۹۲)

Al Zarkalī, *Al Aʻlām*, 8:192

[55] ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱:۷۶

Ibn Hishām, *Al Sīrah Al Nabwiyyah*, 1:76

[56] السہیلی، الروض الانف، ۱:۲۶۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، ۲:۲۶۷

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf*, 2:260. Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah*, 2:267

[57] السہیلی، الروض الانف، ۲:۹۔ محمد بن عبداللہ الازرقی، اخبار مکہ وما جاء فیھا من الآثار، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، طبع اول، ۱:۵۷۔ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۷:۱۳

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf*, 2:9. Al Azraqī, Muḥammad bin ʻAbdullah, *Akhbār Makkah wa mā Jāʼa fīhā min Al Āthār*, (Maktabah Al Thaqāfah Al Dīniyyah), 1:57. Dr. Jawād ʻAlī, *Al Mufaṣṣal fī Taʼrīkh Al ʻArab Qabl Al Islām*, 7:13

[58] السہیلی، الروض الانف، ج:۲، ص:۸۶۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ۱:۲۷۱

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf*, 2:86. Ibn Kathīr, *Al Sīrah Al Nabwiyyah*, 1:271

[59] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۸۹۔ الازرقی، اخبار مکہ، ۲:۴۵۔ جواد علی، ڈاکٹر، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ۷:۷۸

Ibn Saʼd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, 1:89. Al Azraqī, *Akhbār Makkah,* 2:45. Dr. Jawād ʻAlī, *Al Mufaṣṣal fī Tarīkh Al ʻArab Qabl Al Islām*, 7:78

[60] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۹۵۔ السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الخصائص الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۵ء، ۱:۷۱

Ibn Saʼd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, 1:95. Al Suyūṭī, ʼAbd al Raḥmān bin ʼAbī Bakar, *Al Khaṣāʼiṣ Al Kubra*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al ʻIlmiyyah, 1985), 1:71

[61] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۹۵۔ السیوطی، الخصائص الکبری، ۱:۷۰۔ ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ۱:۳۶

Ibn Saʼd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, 1:95. Al Suyūṭī, *Al Khaṣāʼiṣ Al Kubra*, 1:70. Ibn Sayyid Al Nās, *ʻUyūn Al Athar fī Funūn Al Maghāzī wal Shamāʼil*, 1:36

[62] السہیلی، الروض الانف، ۲:۹۳۔ ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، ۱:۳۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۰۳۔ محمد بن حبان بن احمد، الثقات ابن حبان، دائرہ معارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۷۳ء، ۱:۱۵

Al Suhaylī, *Al Rawḍ Al Anaf*, 2:93. Ibn Sayyid Al Nās, *ʻUyūn Al Athar fī Funūn Al Maghāzī wal Shamāʼil*, 1:39. Ibn Kathīr, *Al Sīrah Al Nabwiyyah*, 1:303. Muḥammad bin Ḥibbān, *Al Thiqāt*, (Hyderabad: Dāʼirah Maʻārif Al Uthmāniyyah, 1st Publication, 1973), 1:15